

اسلام میں جنگی تدابیر

محمد شیخیتے خطابے ☆ ترجیحہ عبدالرحمن طاہر سورنخ

۱ تقویت معنیات لے

اسلام فی سبیل اللہ جنگ کرنے والوں کی تقویت معنیات کا پورا پورا الحاظ رکھتا ہے وہ وعدہ کرتا ہے کہ عمل کرنے والوں کو ان کا بدلہ اور مجاہدین کو ان کا ثواب کئی کنابر طھا کر دیا جائے گا۔ اس لئے کہ اللہ کے یہ فوجی مکاروں کو ظالموں کے پیچے استبداد سے نجات دلانے، انسانیت کو وسیع پیمانے پر سکھا اور سمجھائی پہنچانے، ظلم و جبر و اعتدال کا مقابلہ کرنے اور شر و فساد کی قوتوں کو منیست و نابود کرنے کے لئے جنگ میں کو درپڑتے ہیں۔ فرمان الہی ہے:-

فَلِيَقْاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ لَا يُشَرِّكُونَ بِاللّٰهِ مَا لَا يَرَوْنَ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنْ حَسَنَةٍ يُرَدُّهَا إِلَيْهِ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنْ كُبُرَيْنِ أَوْ مِنْ مُنْكَرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مُنْكِرًا

لہ معنیات کی اصطلاح کا اطلاق ان تمام عزیز مادی قوتوں پر ہوتا ہے جن کے سہارے ایک فرد یا قوم باعث نہیں کرنا رکھتی ہے، ایمان، عقیدہ، دینی تعلیمات، روحانی قدریں، اخلاقی اقدار معنیات ہیں، وہ تمام جذبات جن کے تحت نیک، ہمدردی، مظلوم کی مدد اور حق کی اشاعت کے لئے انسان تربیتیں دینے کے لئے تیار رہتا ہے، معنیات ہیں، معنیات کی بنیاد عینی پختہ و بلند ہوتی ہے اسی لحاظ سے انسان کا حوصلہ بنندا اور زماقابل تحریر متواصل جاتا ہے۔ (مترجم)

عظیمہ و مَا كُمَلَ لِتَقْتَلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوَلَادِ
الَّذِينَ لِيَقُولُونَ رَبِّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذَا الْمَرْءَةِ
الظَّالِمِ أَهْلَهَا وَاجْعَلْنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيَا
وَاجْعَلْنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا ۝ الَّذِينَ أَمْنَوْا
يَقْاتَلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَقْاتَلُونَ
فِي سَبِيلِ الطَّاعَنَوْتِ فَنَقَاتَلُوا
أَوْلَيَاءِ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ
كَانَ ضَعِيفًا ۝

(النَّسَاءُ : ۷۴-۷۵)

اسلام نے ان تمام راہوں کو بند کر دیا جن سے بزدلی اور دوہنی کے داخل ہونے کا امکان ہے اس نے مسلمین کو راہِ خدا اور راہِ حق میں جہاد کی لذت سے آشنا کی، انہیں خیر و سعادت عام کرنے کے لئے جان کی بازی لگانے پر جوش دلایا۔ ان کے دلوں میں اس درجہ اللہ و رسول کی محبت اور راہِ خدا میں جہاد و قربانی کی امتنگ پیدا کر دی کر مان باپ، اولاد، بھائی بند، بیویاں، خاندان، مال و دولت و جائیداد، تجارت اور کام و حضرتے الفرض ان میں سے کوئی چیز بھی انہیں اپنی طرف اس طرح متوجہ نہ کر سکے کہ وہ اپنے بلند مقاصد سے غافل ہو جائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہیں تمہارے آبا و اجداد تمہارے برادران، تمہاری بیویاں، تمہارا کنبہ، تمہاری کمائی ہوئی مال و دولت اور تجارت جس کے منڈے پن کا تمہیں اندر لیتے رہتا ہے اور تمہاری پسندیدہ رہائش کا ہیں
قل ان کان أباؤكـم وابنـاـوكـم
وأنـوـانـكـمـ وـاـنـوـابـكـمـ وـعـشـيرـتكـمـ وـ
امـوالـنـ اـفـتـرـفـمـوـهـاـ وـتـجـارـةـ تـخـشـوتـ
كـسـادـهـاـ وـمـسـاـكـنـ شـرـضـونـهـاـ اـحـيـ

۲۔ ہر وہ سرکش قوت جو اللہ کی راہ میں حائل ہو اور اللہ کی راہ سے روکنے کا سبب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیطان بھی طاغوت کہلاتا ہے یہ قوت ظلم، ناالصافی اور فساد و ضاد کا سر جثیہ ہوتی ہے۔ (مترجم)

اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ پیاری ہیں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فینصلے آئے۔ اور اللہ فاسق قوم کو راہ پر نہیں لگاتا ہے۔

الیکم من اللہ و رسوله وجہاء ف
سبیلہ فتربصوا حتی یا تی اللہ با مر ج
و اللہ کا یهدی القوم الفاسقین ۵
(التوبہ : ۲۳)

اس طرح کے محکم انداز میں اسلام نے کمزوری پیدا کرنے والے عوامل اور خوف کے جذبات کا استعمال کر کے قوم کے دلوں میں بیہادری، راست بازی، قربانی، دنیا کی زیب و زینت کی یہی قدری کے جذبات کو نشوونمادی۔ اس نے کہا:

اَنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ اَمْنَأُوا بِاللَّهِ و
رَسُولِهِ شَمَّلَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهُدُوا
بِاَمْوَالِهِمْ وَالْفَسَحَمَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
اَدْلَئُكُمْ هُمُ الْمُشَدُّقُونَ طَالِحَاتٍ : ۱۵) ۶۹
سچے ہیں۔

اسلام نے روحِ معنویت کو تقویت بھم پہچانے کا ہر ذریعہ اختیار کیا، اور یہ جو مجاہدین کے لئے ملائکہ کی امداد کا کہا گیا ہے تو مفسرین کے قابل اعتماد اور صحیح ترین اقوال کے مطابق اس کی حقیقت یہی ہے کہ اس طرح مؤمنین کی معنویات کو تقویت دینے کا سامان فراہم کیا جائے۔

۲ مادے قوت کے فرائیں

اس ضمن میں اسلام نے دو پہلوؤں پر مدد و ریا ہے۔ امکانی قوت اور سرحدوں کی حفاظت: قوت میں فوج کی تعداد اور جنگ کی بھرپور تیاری و تربیت اور ضروری ساز و سامان کے ساتھ ساتھ تمام معلوم اور جانے پہچانے جنگی اسلحہ و آلاتِ حرب جنگ کو دریتک جاری رکھنے کے لئے ضروری مواد اور ذخائرِ عذایز جملہ دریگ انتظامی امور شامل ہیں۔

سرحدوں کی حفاظت کے ضمن میں وہ تمام تداریں شامل ہیں جو سرحدوں کی حفاظت، خطرہ کے مقابلہ کی تلعیں بندی، دشمن (کی) سرحدوں سے مٹے ہوئے یا اس کے سامنے واقع ہونے والے علاقوں کی دیکھ بھال اور نگرانی سے متعلق ہوں۔

اسلامی نقطہ نظر سے یہی وہ دو پہلو میں جن پر امن و سلامتی کا دار و مدار ہے۔ کیونکہ اس طرح دشمن

ہر دم خطرہ محسوس کرتا ہے گا اور اسے کسی کمزور پہلو سے ناجائز فائدہ اٹھانے یا من مانی کرنے کا موقع نہ مل سکے گا۔ ارشاد ہے :

وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَمْ يَعْلَمُوا
أَنَّا أَنْهَاكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْمَلُونَ عَنْ
مِيلَةٍ وَأَحَدَةً۔ (النساء: ۱۰۱)

کافروں کی یہ خواہش ہے کہ تم لپٹے اسلحہ اور ساز و سامان سے غافل ہو جاؤ تو وہ تم پر بیکاری گی بھروسہ حملہ کر دیں۔

اسی طرح اسلام اسلحہ سازی اور جنگی سامان بنانے والے کارخانے قائم کرنے کے سلسلہ میں لپٹے خصوصی انداز سے پوری تاکید کرتے ہوئے لوہے کا ذکر کرتا ہے تاکہ اس سے فوجی اعراض میں پورا فائدہ اٹھا جائے۔ ارشاد ہے :

وَإِنَّا لَنَا الْحَدِيدَ فِيهِ يَأسٌ
شَدِيدٌ وَمَنَافِعٌ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ
اللَّهُ مِنْ يُنْصَرُ وَرَسُلُهُ أَنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ
عَزِيزٌ۔ (الحدیڈ: ۲۵)

اور ہم نے لوہا نازل کیا ہے جس میں بڑی قوت و شدت ہے اور لوگوں کے لئے فوائد ہیں تاکہ اللہ معلوم کرے کہ اس کی اور اس کے رسولوں کی کون مدد کرتا ہے بنتیک اللہ قوی و غالب ہے۔

(۳) جنگ کے لئے علموں تداریج

(۱) فوجی خدمت سے معافی

اسلام میں فوجی خدمت سے معافی کا بنیادی سبب کمزوری و ضفت ہے، اور ضفت مشتمل ہے بیماری، عاجزی، بڑھا پا اور اخراجات کی استطاعت نہ ہونے پر۔

اسلام نے فوجی خدمت سے معافی کے لئے نہ تو ڈگر لیوں کے رکھنے کو وجہ جواز قرار دیا ہے اور نہ یونیورسٹیوں سے وابستگی کو نہ قرآن مجید حفظ کر لینے کو، نہ نقد معاوضہ ادا کر دینے کو، نہ کسی بڑے حاکم یا افسر کا بیٹھا ہونے کو، جیسا کہ دور احتفاظ میں ہمارے ہاں رواج پاگیا، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ببارک اور آپ کے بعد کے زمانوں میں صورت حال اس کے باکل بر عکس تھی، جمع قرآن کے سلسلہ میں جو فکر لاحت ہوئی تھی، وہ بھی صرف اس لئے کہ قرآن مجید کے حفاظ اتنی جراءت و ہمت سے جنگ بیامہ میں پیش قدمی کر رہے تھے کہ لوگوں کو خیال ہوا کہ کہیں ان سب کے ختم ہونے سے قرآن مجید کی تعلیم کا چرچا بند نہ ہو جائے۔ وہ مسلسل دشمنوں کی صفوں میں یہ باکانہ گھس کر جامں شہارت نوش کرتے چلے جا رہے تھے۔ جنگ میں شرکت کے بارے میں قرآن مجید کا حکم یہ ہے :-

لیس علی الضعفاء ولا علی المرضى ولا
علی الّذین لا یجحدون ماینفقون حرج اذا
نفعوا اللہ و رسوله . (التوبہ : ۹۲)

شکر و روز پر کوئی نیک ہے نہ مرضیوں پر اور نہ ان
لوگوں پر جو اخراجات نہیں پلتے لبڑیکہ وہ اللہ اور
اس کے رسول کی خیر خواہی محفوظ رکھیں ۔

(ب) اعلانِ جنگ

اسلام دشمن کی بے خبری سے فائدہ اٹھا کر دھوکے سے ان پر حملہ کرنے کو رواہیں سمجھتیں۔ اس کی بدلتی،
واماً تختلف من قومٍ خيانة فابند اور جب تمہیں کسی قوم سے بعدہی کا خوف ہو تو اس
الیهم علی سواعِ ان الله لا یحیی المخائیل کام عابدہ برایری کی شرط پر پلٹا دو بے شک اللہ خیانت
کرنے والوں کو پنهنہ نہیں کرتا۔
(الأنفال : ۵۹)

مسلمان زکری کے سامنے خیانت کرتے ہیں۔ نہ غاو فرب سے کام لیتے ہیں۔ وہ کھلے الناظمین اپنے
و شمنوں کے خلاف اعلانِ جنگ کرنے کے بعد جنگ کا آغاز کرتے ہیں۔

(ج) دعویٰ جہاد

اسلام جنگ کی آواز پر لیک کہنے میں دیر لگانے اور سلمتی کرنے پر سخت تنبیہ کرتا ہے۔ اشارہ ہے:
یا ایہا الذین امنوا مالکم اذا قيل لے ایمان والوں کیا بات ہے کہ جب تم سے اشک راہ میں
نکل کھڑے ہونے کو کہا جاتا ہے تو تم کو ان محسوس کرتے
ہوئے اپنی زین پر رہ جلتے ہو۔ کیا تم آخرت کے مقابلہ میں
دینی زندگی پر رضامند ہو گئے ہو، حالانکہ دینی زندگی
کامناء آخرت کے سامنے بہت محظوظی حیثیت رکھتا
ہے۔ اگر تم را شکری راہ میں نہ نکل کھڑے ہوئے تو وہ
تمہیں دردناک عذاب دے گا اور تمہارے عوض دوسرا
قوم لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑو گے۔ اور اللہ سرہ
چیز پر قادر ہے۔
(التوبہ : ۳۸-۳۹)

(د) معقول کے عذر کے بغیر جنگ سے پچھے رہنے والوں کے سزا۔

اسلام جنگ سے پچھے رہ جاتے والوں کو فسیلی سزا دیتا ہے وہ انہیں گھر با رحمتی اک اپنی بیوی تک

سے جداً اخیار کر لیتے اور تمام مسلمان برادری کو ان سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لینے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ اس جرم کا اتنا کاب کرنے والوں کو اسلامی معاشرہ میں حقیر و بے و قعت خیال کیا جاتا ہے، الیسے تن افراد پر جو مبیتی اس کی ترجیحی قرآن مجید اس طرح کرتا ہے:-

وَعَلَى الْشَّلاَثَةِ الَّذِينَ خَلَفُواْ حَتَّىٰ
أَوْرَانِ تِينَ افْرَادٍ پِرْ جُوْ تَيْكِيْرَهُ گَئَهُ، حَتَّىٰ كَرْ زَمِينَ اپَنَى
وَسُعْتَ كَهْ باَوْجُودَانِ پِرْ تَنَگَ ہُوْ گَئَهُ اورْ خُودَانِ کِیْ جَانِي
انِ پِرْ تَنَگَ ہُوْ گَئَیْشُ اورْ اپَنَیْ یِمَعْلُومَ ہُوْ گَایْکَ انِ کے پَاس
اَسَدَ سَے بَجْنَے کَا کوئیْ ٹھَکَانَا ہَنَیْ بِكَرْ صَرْفَ اسِ کِی طَفَ
مَلْجَأَهُمْ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ شَمَّتَابٌ
عَلَيْهِمْ لِيَتَوَبُوا. (التوبہ: ۱۱۸) پھرِ اللہ نے اپنی معاف کر دیا تاکہ وہ پلٹ آئیں۔

اتسی سزا کے بعد مبھی الشد عالی ان کی توبہ اس شرط پر قبول فرماتا ہے کہ وہ آئندہ ایسی حرکت سے باز رہیں اور دوبارہ اس طرح بلا عذر پیچھے نہ رہیں۔

اسلام میں پیچھے رہنے والے کو جو سزا ملتی ہے وہ صرف اسی کی ذات تک محدود رہتی ہے۔ اس کے ساتھ اس کے اہل و عیال یا اس کی بستی کے دیگر افراد سے مواخذہ نہیں کیا جاتا جیسا کہ بیسویں صدی میں بعض طریق حکومتوں نے کیا کہ جنگ میں شریک نہ ہونے والوں کے خاندان اور بعض اوقات اس کی بستی والوں تک کو سخت سزا میں دیں۔ (اس سزا کے جواز میں) دلیل یہ پیش کی کہ ان لوگوں کا فرض تھا کہ پیچھے رہ جانے والے کو حکومت کے حوالہ کر دیتے۔

(ک) فوج کے تطہیر

اسلام شکر کو فتنہ نیکر اور وقت پر ساتھ چھوڑ دینے والے عناصر سے پاک کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ تمام لشکر ایک اصول اور ایک عقیدہ پر ایمان رکھتے ہوئے مقصد حاصل کرتے میں کوشش رہے اور اپنی تمام کوششیں متحده طور پر سیکھوئی سے صرف کرتا رہے کہ اسی طرح جنگ میں کامیابی ممکن ہے۔ ارشاد برائی تعالیٰ ہے: وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ مَا قَاتَلُوا إِلَّا اۤأَوْ أَگُرْ وَهُوَ تَهَارَسْ اَنْدَرَ رَهَتَهُ تَوْهُهُ تَهُوَرُهُ مَرْتَهُ بِهِيْ جِنَگَ میں قبیلًا۔ (الاحزاب: ۲۰)

(و) جنگ کے طریقے

اسلام ان خطرناک اور کھلے مقامات کی دیکھ بھال کرنے کا حکم دیتا ہے جن کا دفاع ضروری ہو، وہ

ایسے مقامات پر فوجی بیویں مقرر کرنے کی تائید کرتا ہے۔

واذ عذ وَتْ مِنْ أَهْلَكَ تَبَوَّئَ اور حیکہ ضبح دم آپ اپنے گھروں میں سے نکل کر موسمنوں المؤمنین مقاعد للقتال رآل عمران: ۱۲۱) کے لئے جنگی مورچے تیار کر رہے تھے۔

وہ جنگ میں صفت بندی کا طریقہ ایجاد کرتا ہے جو اس زمانہ میں عربوں کے لئے غیر معروف تھا کیونکہ اس زمانہ میں عربوں کے لاط نے کام و جہ طریقہ کر و فر کا طریقہ تھا۔ ارشاد اللہ ہے:-

إِنَّ اللَّهَ يَعِظُّ الَّذِينَ يَقْاتِلُونَ فِي اللَّهِ أَنَّ أَوْجُونَ سَمِعَتْ كُرْتَابَتْ تَبَوَّئَ ایسی صفت بن کر جنگ کرتے ہیں جیسے وہ سیسہ سبیلہ صفا کا نہم بنیان مرضوم۔
پلاٹی ہوئی بنیاد ہوں۔ (الصفت : ۳)

صفت بندی کا یہی وہ طریقہ ہے جو دورِ حاضر کے جدید جنگی طریقوں سے موافق رکھتا ہے، اس طریقے میں احتیاط اور بجاوٹ کی پوری ضمانت ہوتی ہے، اور غیر متوقع حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے کمانڈر کو پورے موقع حاصل ہوتے ہیں۔

(خ) نظم و ضبط

اسلام فوجی ہالی گماں کی اطاعت کی ہدایت اور جنگ میں ثابت قدمی کی پُر زور تعریف دیتا ہے۔ دون ہمتو اور حوصلہ پست کرنے والے عوامل سے بچنے کی تائید کرتا، یقین کامل اور اعتراض بالشک کی تلقین کرتا ہے۔ یا ایہا الَّذِينَ امْنَوْا وَذَلِيلٌ فَثَمَّ اے ایمان والواجب تھا رأسی جماعت سے مقابلہ ہو فاشتبہوا وَذَلِيلٌ فَثَمَّ اکتم

تے ”کروز“ کا پرانا جاہلی طریقہ جنگ بیتھا کہ ایک لشکر دوسرے لشکر میں بے ترتیبی سے گھسن کر جمل کرتا اور جب تھک جاتا یا کمزوری محسوس کرتا تو پیچے ہٹ جاتا اور پھر تیار و تازہ دم ہو کر ایسے ہی جملے کرتا تاکہ جنگ کا نیصہ ہو جاتا۔

”صفت بندی“ کے طریقے میں لشکر کو یکے بعد دیگرے صافوں میں کھڑا کیا جاتا، اگلی صافین مسلح ہو کر حمل آؤ کا جواب دیتیں اور کچھلی صفت سے تیز اندازی کے ذریعہ دشمن کو مارا جاتا۔ یہ طریقہ منظم تھا اور اس میں کمانڈر کو اپنی ہدایات کے ذریعہ فوج کو آگے بڑھانے یا پیچے ہٹانے کا پورا موقع ملتا تھا (مترجم)

تَفْلِحُونَ وَاطْبِعُوا اللَّهُ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنْأِيْعُوا كَامِيلَ بْنَ جَوَادَ اِسَاسَ کے رسول کی اطاعت کرو اور
فَتَفَشِّلُوا وَتَذَهَّبُ رِيحَكُمْ وَاصْبِرُوا انْ يَأْمُمْ نَزَاعَ نَذْكُرُ وَرَدَ حِرَاتٍ وَاقْدَامَ کا حوصلہ نہ رہے کا
اوْتَهَارِی ہوا الْخَطْبَجَائِی اُور صَبِیرِکَو، یہ شَکَ اللَّهُ مَعَ الصَّابِرِینَ (الْأَنْفَالٌ : ۷۴)

صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اسی طرح اسلام دشمن کا مقابلہ چھوڑ کر فرار اختیار کرنے اور اس کے انجام بدی سے ڈرانا ہے۔ وہ کہتا ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيْتُمُ الظَّالِمِيْنَ
كُفَّرَ وَأَزْحَافًا فَلَا تُوْلُوهُمْ إِلَّا دِبَارًا وَ
مِنْ يَوْمِهِمْ يُوْمَبِدِّ دُبْرَهُ إِلَّا مُتَّرَفًا
لِقَاتَالٍ أَوْ مُتَحِيْزًا إِلَى فَسَدٍ فَقَدْ بَاءَ
بِغُضْبِيْ مِنَ اللَّهِ وَمَا أَوَاهُ جَهَنَّمُ وَ
بِئْسَ الْمُصِيدِ (الْأَنْفَالٌ : ۱۴-۱۵)

(ج) رازِ دارِ حَسَنَ

اسلام فوجی راذنوں کو فاش کرنے کی نہایت سختی سے مانعت کرتا ہے اور اس قسم کے رازِ فاش کرنے
والوں کو منافق قرار دیتا ہے۔ وہ اس قسم کے معاملات کو اعلیٰ فوجی کمان نکل پہنچانے کی حدیت کرتا ہے، اور
مسلمانوں کو تعلیم دیتا ہے کہ افواہوں اور سازشیوں کی باتوں پر کان نہ دھریں، نہ ان پر عمل کریں تاوقیک
اس کی تحقیق نہ کر لیں، وہ کہتا ہے:-

لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي
نُقُوبِهِمْ مَرْضٌ وَالْحِقْوَنُ فِي الْمَدِيْنَةِ
مِنْ أَفْوَاهِهِنَّ اُلْثَانَةِ وَالَّتِي يَا زَسَّاً تَعَيِّنُهُمْ تَحْيَيْهُ ان رکی سرزنش
لِنَفْرِيْتُک بِهِمْ وَلَا يَحْيَا وَرَوْنَک فِي هَمَا الَا
مِنْ وَهَتِرَسَے پُرُوسی بن کرْتھوڑی مُرٹ ہی اور رہیں گے۔

قَلِيلًا (الْأَحْرَابٌ : ۶۰)

دوسری جگہ وہ کہتا ہے:-

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَهْمَرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْحُنُوفِ اور جب انہیں امن یا خوف کا کوئی معاملہ درپیش ہوتا ہے
إِذَا عَوَابِهِ وَلَوْرَقَوْهُ إِلَى الرَّسُولِ وَلَلَّا أُولَى تو وہ اسے (عوام میں) فاش کر دیتے ہیں لیکن اگر وہ اس

الا مر منهم لعلمه اللذين
معامله کو رسول کی طرف یا اپنے میں سے ارباب معاملہ کی طرف
پیڈا تی تو ان میں سے وہ لوگ جو اس معاملہ کی ترتیب پہنچ
جلتے ہیں وہ لے جان لیتے۔

یستنبطونہ منه
(النساء : ۸۲)

(ط) جنگ بندھے اور صلح کے

اگر دشمن سچائی اور اخلاص سے صلح پر مائل ہو تو اسلام صلح کر لینے اور جنگ بند کرنے کی دعوت پر

کہ صلح، جنگ اور غیر جانداری کے (بینہ القوافی) قوانین

جنگ بندھے یا صلح :- جنگ کرنے والے فرقیں کے درمیان وہ تہمہتہ یا معاهدہ جو طرفیں کی طور پر مدت میں مکمل و ہمگیر یا عاقمی یا جزئی۔ مکمل صلح میں فرقیں کی تمام جنگی قوتیں اپنے تمام جنگی محااذوں پر پوری طرح جنگ بند رکھیں گی۔ عاقمی یا جزئی صلح میں کچھ قوتیں اور کچھ محااذ جنگ میں حصہ نہیں لیں گے۔

عہد نامہ و شرائط صلح :- عموماً صلح کا معاهدہ خبری ہوتا ہے لیکن قانونی طور پر اس کے زبانی متعقد ہو جانے میں بھی کوئی مانع نہیں۔ عہد نامہ میں صلح کی مدت کی ابتداء اور انتہا کا ذکر کھلے الفاظ میں ہونا چاہیے۔ صلح کے اعلان کے ساتھ ہی جنگ بند کر دیا جائے۔ صلح کی شرائط غیر مبهم اور واضح الفاظ پر مشتمل ہوں گے۔ معاهدہ شکنے یا معاهدہ کے مدت کا پورا ہو جانا :- شارحین ماذن کا اس امر میں اختلاف ہے کہ طرفیں میں سے کسی ایک کی عہدہ شکنی فرقی ثانی کو معاهدہ باقی رکھنے یا اس بنا پر اسے توڑ دینے اور براہ راست جنگ جاری رکھنے کی اجازت دے دیتا ہے۔

شارحین میں سے ایک فرقی کی روائی ہے کہ طرفیں میں سے کسی ایک کی معاهدہ کی خلاف ورزی دوسرے فرقی کو فوری بغیر کسی سابقہ اعلان کے جنگ جاری کر دینے کی اجازت دے دیتی ہے۔ نئے شارحین کا خیال ہے کہ معاهدہ کی خلاف ورزی فرقی ثانی کو یا جائز ہے کہ وہ خلاف ورزی کرنے والے فرقی کو اعلان کے ذریعہ بیان کرے کہ اب صلح کا معاهدہ ختم ہے لیکن فوری طور پر جنگ جاری کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ معاهدہ صلح کی مقررہ مدت ختم ہونے پر مدت صلح بھی ختم ہو جاتی ہے لیکن اگر صلح نامہ میں مدت کا تعین نہ کیا گیا ہو تو طرفیں کو ایک دوسرے کے خلاف اعلان جنگ کر دینے کے بعد اس سر نہ معاهدہ کی مندرجہ شرائط کے مطابق جنگ جاری کر دینا رواہ ہوگا۔

لیک کہتے کا حکم دیتا ہے۔ ارشاد ہے:-
 وَإِنْ جَنَحُوا لِلّٰهِ فَإِنَّمَا جَنَحَ لِهَا وَ
 تَوَكّلٌ عَلٰى اللّٰهِ أَنَّهُ هُوَ السَّيِّدُ الْعَلِيمُ
 وَإِنْ سِرِيدُوا إِنْ يَخْدُلُوكُ فَاتٌ
 حَسِيكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكُ بِنَصْرٍ
 وَبِالْكَلْمَوْمَنِيَّةِ رَالْأَنْفَالِ (۴۳-۴۴)

اگر وہ صلح پر مائل ہو جائیں تو آپ بھی صلح پر مائل ہو جائیے
 اور اللہ پر ہیروسم کھیجئے۔ یہ شک وہ سننے والا
 ہے اور اگر ان کا ارادہ آپ کو دھوکہ دینے کا ہو گا تو
 اللہ آپ کے لئے کافی ہے۔ اسی نے اپنی مدد
 سے اور مولین کے ذریعہ آپ کو قوت
 بھم پہنچائی۔

(۵) جنگ کے قیدی

قیدیوں کے بارے میں اسلام کا ماذکرو اختیار دیتا ہے کہ وہ چاہے تو ان پر احسان کرتے ہوئے بغیر
 فدیر و معاوضہ لئے انہیں آزاد کر دے یا چاہے تو اپنے قیدیوں کے عومن ان کے قیدی چھوڑ دے یا پھر ان سے
 مالی فدیر لے کر انہیں چھوڑ دے۔ ان متبادل صورتوں میں سے کسی ایک کا اختیار کرنا حالات و مصلحت کے مطابق
 اس کی صوابید پر مخصوص ہو گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

فَإِذَا الْقِتَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَاصْرِبْ الرِّتْقَابَ جِبْ تَهْرَبَا كَافِرُوں سے مقابلہ ہو تو کر دین مارو۔ یہاں
 حتّیٰ اذَا اشْتَتَتْ مُهَمَّةٍ فَشَدَّ دَالْوِثَاقَ فَامَّا تَكَّرْ جِبْ تم اہنیں خوب تسلی کرو تو انہیں کس کر باندھ
 (کر قیدی بناء) لو پھر یا تو احسان کرتے ہوئے یا فدیر لے
 مُنَّاً بَعْدَ مَا فَدَأَهُ
 کر (انہیں چھوڑ دو)
 (محمد: ۳)

(۶) معابر و رحے کے پابندی

اسلام نہایت شدت سے خاص طور پر معابر و رحے کی پابندی کی تائید کرتا ہے اور معابر و رحے کو پورا کرنا
 فرض قرار دیتا ہے۔ معابر و رحے میں کسی قسم کی خیانت یا کسی صورت سے ان کی خلاف ورزی کرنے کو وہ جرم
 قرار دیتا ہے وہ بتاتا ہے کہ ان معابر و رحے کی عرض و غایت یہ ہونا چاہیئے کہ جنگ اور تباہی، انتشار و پریشانی
 ختم کر کے ان کی جگہ امن و سلامتی بجا لی جائے۔ وہ ان معابر و رحے کو چالبازی و حیلہ سازی، سلب حقوق یا
 مکروروں سے استھصال کا ذریعہ بنانے کی اجازت نہیں دیتا۔ ارشاد ہے:-

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللّٰهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا اُرْجِبْ تم باہم معابرہ کرو تو ایک کے عہد کو پورا کرو اور قسموں
 شقضوا الایمان بعد توکیدہا و قتل کو پتھنگی سے طہونے کے بعد تو طریقہ الوارثہ نے اللہ کو

اپنے اور پر نگران و گواہ بنالیا ہے۔ یقیناً تم جو کچھ کرتے ہو،
اللہ اسے جانتا ہے اور اس عورت کی طرح نہ بیو جو اپنے کاتے
ہوئے سوت کو پختگی کے بعد ادھیرِ طالتی ہے تم اپنی مسموں
کو آپس میں تعلقات بگاڑتے کا ذریعہ بناتے ہو تو کام ایک قوم
دوسری قوم سے زیادہ فوقیت حاصل کر لے۔

جعلتم الله علیکمْ كفیلاً ان الله يعلم ما
تفعلون و لا تكونوا كالّتی نقضت غسلها
من بعد قوّة انكاشاً تخدّد و ایمانکم
دخلًا بینکم ان تكون امّة هی اربیٰ
من امّة۔ (الخل : ۹۲-۹۳) ۱۶

فوج میں بھرتی کرنے کے لئے شرائط

مسلمانوں کی فوج میں بھرتی ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط پوری ہونا ضروری ہیں :-

① بلوغ

اسلام میں سولہ برس کی عمر سن بلوغ قرار پائی ہے اور یہ شرط موجودہ زمانہ میں میشتمانیک میں رائج ہے۔
فووجی خدمت میں صرف بالغ مرد ہیں لئے جاتے بلکہ بالغ عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ یہی نہیں کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عزوات میں عورتوں کو سامنے لے جاتے تھے۔ بلکہ خود اپنی ازواج مطہرات میں
سے ایک کو جس کا نام قرعہ کے ذریعہ نکلتا اپنے ساتھ جنگ میں لے جاتے تھے۔

خلافتے راشدین اور بنی امیہ کے عہد میں کسی نے بھی عورتوں کے جنگ میں شریک ہونے پر اعتراض نہیں
کیا، عباسیوں کے دور میں بعض ایسے جامد فقہاء پیدا ہو گئے جنہوں نے فوجی بھرتی کے لئے پانچویں شرط مرا
ہونے ”کا اضافہ کر دالا۔ اس طرح ان لوگوں نے شکر کو ایک ایسے فعال عنصر سے محروم کر دیا جو اس کی
لعداد اور معنوی قوت کو ٹیکھا رہا تھا۔

۲ اسلام

یہ شرط اس لئے ضروری ہے کہ تمام شکر مقصود میں متفق رہے اور سب عقیدہ کی وحدت کی بناء پر بیکاجاں ہو۔

۳ جنگ میں عورتوں کا فرضیہ فوجیوں کو رسید اور خواک کی فراہمی، ملٹیوں اور زخمیوں کی دیکھ بھال اور انہیں
میدانِ جنگ سے اٹھا کر محفوظ مقامات پر پہنچانا ہوگا۔ علاوہ ازیں نازک حالات میں شدید ضرورت پیش آنے
پر وہ معزک میں بھی شریک ہو سکیں گی۔

کراخلاص سے بلا دِ اسلامیہ کی مدافعت کریں۔ ت

(۳) تند رستے

فوج میں بھرتی کے لئے کامل صحت اور اسلامی عقل ضروری ہے۔ مذممن مرض اور انہا پن الیے اسباب ہیں جن کی ناپر کوئی شخص فوجی بھرتی کا اہل ہیں رہتا۔ کہ

(۴) جرأت مندی اور دلبری

اس صحن میں جسمانی قوت و صلاحیت اور فتنی قابلیت ضروری ہے، یعنی فوج میں بھرتی چاہئے والا امیدوار جسمانی ساخت کے لحاظ سے مصنبوط ہو، جنگ کے طریقوں سے واقف ہو۔ ہتھیاروں سے کام لینے کی قدرت رکھتا ہو، صعوباتِ سفر کو برداشت کر سکتا ہو، کم ہمت و مبذول نہ ہو۔

فوجی بھرتی اور جنگ کے لئے بلاوا

فوج میں شرکت کی دعوت کی حسب حالات دو صورتیں ہیں:

(۱) دفاعی حالت میں

یہ الی حالت ہوگی جبکہ ذمہ اسلامی علاقتے میں پیش قدمی کر رہا ہو۔ الی صورت میں عام فوجی بھرتی ہوگی۔ اور کوئی مسلمان بھی جنگ سے بچنے پر ہنے کا مجاز نہ ہوگا۔ جو بلاعذر رشیعی جنگ میں شرکت نہ کرے گا، وہ منافق قرار پائے گا اور سخت ترین سزا کا مستحق ہوگا۔

الی صورت میں جہاد فقہاء کی اصطلاح کے مطابق "فرض عین" قرار پائے گا۔ عام فوجی بھرتی کے معنی یہ ہوں گے کہ تمام جنگ میں حصہ لے سکتے اور سہیبار استعمال کرنے والوں کو عمومی دعوت ہوگی۔

(۲) حملہ کے لئے پیشہ قدمی کے حالت میں

یہ الی حالت ہوگی جبکہ کسی علاقتے کو فتح کرنے کے لئے جزوی طور پر امت کو جہاد کی دعوت دی جائے۔

لئے اگر عین مسلموں کی وفاداری میں شک و شبہ نہ ہو تو ان سے بھی حسب ضرورت فوجی خدمت ملی جا سکتی ہے (ترجم)

کہ بعض معدود رجو فوج میں اسلکر سے نہیں رکھ سکتے لیکن کسی اور طریقے سے فوجی خدمات انجام دینے میں مددگار ہو سکتے ہوں ان سے مناسب خدمت لینے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ (ترجم)

اس نتیم کی دعوت کو خصوصی فوجی بھرتی کہا جائے گا اور اس صورت میں جہاد فتحاء کی اصطلاح کے مطابق "فرض کفایہ" کہلائے گا اور خصوصی فوجی بھرتی کے معنی یہ ہوں گے کہ جنگ میں شرکت کی استعداد رکھنے والے مجموعہ میں سے بعض کو دعوت دی گئی ہے۔

خلاصہ بحث

اوپر ہم نے اسلام میں جنگ کے موصوع پر نظری حیثیت سے روشنی ڈالی ہے آئندہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کی روشنی میں اس کی عملی تطبیق کی وضاحت کریں گے جس سے کھل کر سامنے آجائے گا کہ اسلام جس جنگ کی طرف بلاتا ہے وہ آزادی توحید، اللہ کی وحدانیت کا اقرار اور بخی لوزع انسان کو ایک کلمہ پر متعدد کرنے کی حمایت کے لئے ناگزیر ہے۔

اسلام ان جنگوں کا قائل نہیں جو سلسل و قوم یا زنگ و وطن کے تعصب کی بنابر لڑتی جاتی ہیں۔ اسی طرح وہ ان لڑائیوں کا بھی مختار ہے جس کی تھی مختلط اغراض اور مصلحتیں کارفرما ہوں مثلاً استعمار و استھصال کی خاطر جنگ لڑنا، منڈیوں اور خام مواد کی تلاش میں جنگ کرنا۔ مختلط ذرائع پیداوار پر قابض ہونے والوگوں کو غلام بنانے اور ان کی آزادی سلب کرنے کے لئے لڑنا۔ اسی طرح اسلام ان جنگوں کو بھی ناجائز قرار دیتا ہے جو بلے معنی عزت، محبوبیت یا شخصی مفاد کو فاقم رکھنے کے لئے لڑتی جائیں۔

الغرض اسلام کی نظر میں دائمی اور غیر متبدل اصول اور امن و سلامتی کا تیام ہے اور جنگ کو وہ ایک استثناء سے تغیر کرتا ہے۔

